ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

تمثال نگاری کا متعین مفہوم؟

شیریں رزاق
پی ایچ ڈی اسکالر،جی سی یو،لاہور
شگفتہ عثمانی
پی ایچ ڈی اسکالر،جی سی یو،لاہور
اسلم حمید
پی ایچ ڈی اسکالر،جی سی یو،لاہور

Abstract:

While analyzing poetry we often come across literary terms like symbol, metaphor or simile and we are quite aware of the true meanings of these terms but when it comes to poetic image and Imagery, it becomes a different ball game. Imagery is not that simple a term. In fact this term represents another kind of language that can answer many questions raised by the critics in effort to define the relation between language and literature and to explain the creative process. It is a long discussion if we relate imagery to the structural theories of language and poetry and requires quite a deep study of the critical discourse through history. In this short essay we have tried to understand the basic meanings of the term and to explain how rich and multidimensional this term can be when applied to various literary theories.

Key words: Poetic Imagery, Language, Definition, Critical theories, multidimensional

کلیدی الفاظ: شاعرانہ تمثال نگاری۔ زبان۔ تعریف۔ تنقیدی نظریات۔ کثیرلجہت۔

کیا تمثال کا کوئی متعین مفہوم طے کیا جا سکتا ہے؟ یہ سوال اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ تمثال نگاری کا عمل اتنا کثیر الجہت ہے کہ انسانی نفسیات سے لے کر سماجی رویوں تک اور آرکی ٹائپ ساختیوں سے لے کر روزمرہ کے حادثوں تک ہر عمل اس میں شریک ہے۔تمثال کا بنیادی تعلق انسانی حو اس کے ساتھ ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی تمثال کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش ہوتی ہے تو سب سے پہلے اِنسان کی مختلف حسیّات کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اِس حوالے سے مختلف نقادوں نے تمثال کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر اے۔ایف سکاٹ لکھتے ہیں:

> "A distinguishable part of a poem is imagery, not only is the poet a maker of verbal music, he is also a maker of picture in words. He does not here present the symbol of a thing but he describes and makes us see and hear the thing itself." [1]

یعنی کسی نظم کا ایک نمایاں حصہ تمثال ہوتی ہے۔شاعر صرف لفظی موسیقی کا ہی خالق نہیں ہوتا بلکہ وہ لفظی تصویریں بھی بناتا ہے۔یہاں وہ کسی چیز کو محض ایک علامت کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ ہمیں اس چیز کو بذاتِ خود دکھاتا اور سناتا بھی ہے۔

گویا اے۔ایف سکاٹ کے نزدیک تمثال اُس وقت وجود میں آتی ہے جب ایک شاعر کسی چیز کی تصویر لفظوں میں کھینچ دیتا ہے اور نہ صرف چیزوں کو علامت کے ذریعے سمجھاتا ہے بلکہ ہمیں انکی حقیقی تصویر دکھاتا اور انکی حقیقی آواز سناتا ہے۔مجازی زبان کے پس منظر میں تمثال دیکھنا ضروری ہے۔یہاں ایک بات اور بھی سامنے آتی ہے کہ تمثال نگاری لفظ کے وجود اور اس کے معنی

کی الگ الگ نمائندگی کرتی ہے۔ یعنی ایک تمثال لفظ کو معنی سے جدا کر کے بھی دیکھ سکتی ہے اور مرورِایام کے ساتھ لفظ کے بدلتے ہوئے معنی کے مطابق خود کو تبدیل بھی کر سکتی ہے۔

اِسی طرح جان پریس (John Press) نے اپنی مشہور کتاب "Fire and the Fountain" میں لکھا ہے کہ ایک اچھے شاعر کو تمثال کاری کا ماہر ہونا چاہیے مگر تمثال کوئی پیچیدہ قِسم کی چیز ہے جو غیر مُبہم تصاویر کا ایک سِلسلہ ہمارے سامنے لاتی ہے۔[2]

جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ تمثال ہمیں ہماری مختلف حسیات کے حوالے سے تصاویر دکھاتی ہے یا آواز سُناتی ہے۔ تو یہ درُست ہے مگر کیا محض لفظوں سے بنی ہوئی کِسی تصویر کو تمثال تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اخبارات میں چھپنے والی حادثات کی خبروں کو بھی تمثال تسلیم کرنا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظوں سے بنی ہوئی ایک عام سادہ تصویر کو تمثال کی ابتدائی صورت یا سادہ ترین شکل تو کہہ سکتے ہیں مگر ایک شاعرانہ تمثال کا درجہ نہیں دے سکتے۔

پروفیسر سی۔ڈے لیوس نے اپنی کتاب "The poetic image" میں تمثال کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "The poetic image is a picture in words, touched with some sensuous quality."[3]

یعنی شعری تمثال لفظی تصویر ہوتی ہے جس میں کوئی نہ کوئی حسی کیفیت شامل ہوتی ہے۔
مگر پروفیسر سی۔ڈے لیوس اِس تعریف سے مطمئن نہیں ہوتے بلکہ اِسے مزید آگے بڑھاتے ہیں آگے چل کر لکھتے ہیں:

> "In its simplest term it is a picture made out of words, ___ ___ ___ but conveying to our imagination something more than the accurate reflection of an external reality. It looks out from a mirror in which life perceives not so much its face as some truth about its face."[4]

یعنی اپنے سادہ ترین مفہوم میں تمثال الفاظ سے بنی ہوئی ایک تصویر ہوتی ہے مگر یہ ہمارے ذہن کو خارجی حقیقت کی ہو بہو عکاسی پر مستزاد کسی چیز کی طرف منتقل کرتی ہے۔ گویا یہ ایک ایسے آئینے کی طرح ہوتی ہے جس میں زندگی اپنے چہرے سے زیادہ اپنے چہرے سے متعلق حقائق کا مشاہدہ کرتی ہے۔

پروفیسر سی ۔ ڈے لیوس کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اِس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تمثال محض ایک لفظی تصویر نہیں ہوتی بلکہ کِسی حقیقت کے اظہار اور ابلاغ کا ایک ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ مختلف نفسیاتی حوالوں سے بھی تمثال کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اکثر نقادوں نے تمثال کو کسی گذرے ہوئے واقعے کا ذہنی عکس قرار دیا ہے۔ پروفیسر سی۔ ڈے لیوس نے ایک برطانوی مفکر ای۔ایس ڈلاس کا زکر کیا ہے جس نے ان کے بقول لاشعور کی اصطلاح پہلی بار استعمال کی تھی اور یہ اصطلاح فرائیڈ کی تحریروں میں بہت بعد میں نظر آئی ۔ ڈلاس نے اپنی 1866 میں چھپنے والی کتاب "The Gay Science" میں لکھا ہے:

> "The artist appeals to the unconscious part of us….the production of imagery belong to the general action of the mind, in the dusk of unconsciousness."[5]

یعنی فنکار ہمارے لاشعور سے مخاطب ہوتا ہے----تمثال کی پیدائش ہمارے ذہن کے عمومی عمل کا نتیجہ ہے اور یہ عمل لاشعور کے دھندلکوں میں انجام پاتا ہے۔
ڈلاس کا یہ بیان تمثال کی تفہیم میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ علامت اور تمثال کی تفہیم ہمارے حواس کا غیرشعوری عمل ہے۔

اِسی طرح رینے ویلک اور آسٹن وارن نے اپنی مشہور کتاب "Theory of Literature" میں تمثال پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "Imagery is a topic which belongs both to psychology and to literary study. In psychology, the word 'image' means a mental reproduction, a memory, of a past sensational or perceptual experience, not necessarily visual."(6)

یعنی تمثال کاری ایک ایسا موضوع ہے جو بیک وقت نفسیات اور ادبی مطالعے سے تعلق رکھتا ہے۔ نفسیات میں لفظ "امیج" سے مراد کِسی گزرے ہوئے حسی یا ذہنی تجربے کی صدائے باز گشت ہے جو ضروری نہیں کہ بصری ہو۔

اِن آراء کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ نفسیاتی حوالوں سے تمثال کا مفہوم ایک ایسے عکس کا ہے جو ذہن کی سطح پر کِسی حِسی تجربے کے نتیجے میں نقش ہوجاتا ہے۔ یہ عکس وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ شعور سے لاشعور میں منتقل ہوجاتا ہے اور پھر کِسی دوسرے محرّک کے نتیجے میں شعوری سطح پر نمودار ہوتا ہے۔ اِن سطور کو پڑھتے ہی یقیناً ہمارا ذہن یونگ کے اجتماعی لاشعور، ڈبلیو-بی ییٹس کے "حافظہ عظمیہ" اور فرائیڈ کے خوابوں کے متعلق نظریات کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ فرائیڈ کا کہنا ہے کہ خواب دراصل اِنسان کی ناآسودہ خواہشات ہیں جو شعور سے تحت الشعور اور پھر لاشعور میں منتقل ہوتی رہتی ہیں اور وقتاً فوقتاً انسان کی شعوری سطح پر آکر اس کے لیے نفسیاتی عوارض کا سبب بنتی ہیں۔

تمثالوں کی نفسیاتی توجیہات کے حوالے سے ییٹس کا "حافظہ عظمیہ" کا نظریہ اور یونگ کا اجتماعی لاشعور کا تصور بہت اہم ہیں۔ ڈبلیو بی ییٹس کا کہنا ہے کہ انسان کے پاس ایک حافظہ ایسا بھی ہے جس میں ازلی و ابدی تمثالیں محفوظ رہتی ہیں اور وقتاً فوقتاً منصۂ شہود پر آکر انسان کو یہ توفیق بخشتی ہیں کہ وہ حقیقت کے اِس قدیم اور اصل منبع سے اپنی روح کی پیاس بجھا سکے۔ گویا بعض تمثالیں محض ہمارے حسی تجربے کے ساتھ مربوط نہیں ہیں بلکہ ہمارے لاشعور کا حصّہ بھی ہیں ۔ یونگ نے اِس حقیقت کو مزید گہرائی میں سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ ایک ایسا اجتماعی لاشعور موجود ہے جس میں ماقبل شعور کی تمثالیں اور انسان کے موروثی تجربے کی وضعیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رہتی ہیں جو شاعر اِس اجتماعی لاشعور کے اشارے سمجھتا ہے اس کو جذبات کے ایسے زیرِ زمین چشمے میسر آتے ہیں جن تک ان لوگوں کی رسائی نہیں جو اِن ازلی و قدیم موضوعات سے جو نفسِ انسانی کے بطون میں پوشیدہ ہیں نا آشنا ہوں۔

یونگ کے اِس نظریہ پر غور کریں تو مذہب اور جادو کے تصورات اور چڑیلوں اور بُھوتوں کے بارے میں ہمارے ذہن میں راسخ تصاویر ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے اِجتماعی لاشعور کا حصّہ ہیں۔ چنانچہ جب کوئی شاعر کِسی جن بُھوت یا چڑیل کی تمثال پیش کرتا ہے تو باوجود اِس کے کہ ہم نے چڑیل یا جِن بُھوت کا اپنے حواس سے ادراک نہیں کیا ہم اپنے ذہن میں اِن مابعد الطبیعاتی اشیا کا ایک عکاس اُبھرتا ہوا محسوس کرتے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

"Poetic Pattern" کے مصنّف رابن سکیلٹن(Robbin Skelton) نے تمثالوں کو گسٹالٹ نفسیات (Gestalt psychology) کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔[7]

"Gestalt Psychology" کے مصنف ڈاکٹر ولف کانگ کوہلر کا کہنا ہے:

"ہمارے حواس میں یہ قدرت نہیں کہ دنیا کے تمام مظاہر کا یعنی سارے عالم محسوسات و اِدراکات کا بیک وقت مشاہدہ کرسکیں۔ اِس لیے ہم اس عظیم کمیت کو جس کا نام کائنات یا حقیقت ہے چھوٹی چھوٹی کلیتوں میں تقسیم کرلیتے ہیں۔ یہ کلیتیں اِدراکی تجرید کے ایک عمل کے ذریعے حواس کے مواد کے عناصر ترکیبی سے بنائی جاتی ہیں۔"

ڈاکٹر ولف کانگ کوہلر کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِنسان چیزوں کا ادراک صرف علیحدہ علیحدہ کلیتوں کی صورت میں کرسکتا ہے اور اُس کا تمام ادراک انہیں وضعوں کے حوالے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ انسان کے لیے زندگی مجموعہ اوصناع ہے۔ وضع سازی کے اِس عمل میں انسان اپنے لیے ایک نظام کائنات کا تصور حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اپنے اِس تصور کی تکمیل کے لیے وہ کبھی دانستہ اور کبھی غیر شعور طور پر اپنے عام تجربے سے بہت سی جزئیات کو خارج کردیتا ہے اور بہت سی ایسی تفصیلات کو اعتباری طور پر تسلیم کرلیتا ہےجن کا تجربہ اُسے ذاتی طور پر نہیں ہوتا۔ رابن سکیلٹن انہیں وضعوں کے حوالے سے کہتا ہے کہ:

"ایک شاعرانہ تمثال بذاتِ خود ایک ایسی وضع ہو سکتی ہے جو مختلف معانی رکھتی ہو۔ اِس امر میں وہ جادو اور مذہب کی علامات سے مشابہ ہوتی ہے۔[8]"

انسان کے ذہن میں مُضمر یہ وضعیں جب کسی لفظ یا ترکیب سے تحریک پاتی ہیں تو ایک حِسی ادراک کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اِسی خیال کو سی ڈے لیوس نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"The image is also the poets, way of reducing the real world to manageable proportions, and of revealing its patterns."[9]

اِس مقام پر ہم تمام بحث کا جائزہ لیں تو تمثال کا ایک واضح خاکہ اور ایک مفہوم اجاگر ہوتا محسوس ہوتا ہے یعنی

I- تمثال لفظوں سے بنی ہوئی ایک تصویر ہوتی ہے جو بیرونی حقیقت کی عکاسی پر مستزاد کِسی چیز کی طرف ہماری توجہ مبذول کرتی ہے۔

II- تمثال کِسی گذرے ہوئے حسی یا ذہنی واقعے کی صدائے بازگشت ہوتی ہے۔

III- تمثال اجتماعی لاشعور میں مُضمر قدیم الاصل وضعوں اور موروثی تجربات کی مرہونِ منت بھی ہوسکتی ہے۔

IV- انسان کائنات کا ادراک چھوٹی چھوٹی وضعوں کی صورت میں کرتا ہے ایک شاعرانہ تمثال بذات خود ایک ایسی ہی وضع ہوسکتی ہے۔

اِس سلسلے میں ایف۔ای سپرجن کی رائے بہت موزوں محسوس ہوتی ہے۔ لکھتی ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4 2023

"Any and every imaginative picture of other experience drawn in every kind of way, which may have come to the poet, not only through any of his senses but through his mind and emotions as well, and which he uses in the forms of simile and metaphor in their widest senses for purposes of analogy."[10]

گویا سپرجن کے نزدیک تمثالیں محض حسی تجربات کے حوالے سے ہی اجاگر نہیں ہوتیں بلکہ اِس کے ذہنی رحجانات اور جذبات کے حوالے سے ابھر سکتی ہیں۔ آگے چل کر انہوں نے تمثال کے مفہوم کی مزید وضاحت کی ہے۔ لکھتی ہیں:

"Imagery is the little picture used by a poet or prose writer to illustrate and embellish his thought. It is a description or an idea which by comparison or analogy, stated or understood with something else, transmitted to us through the emotion and association it arouses, something of the "Wholeness" the depth and richness of the way the writer views, conscious or has felt what he is telling us."[11]

یعنی تمثال ایک چھوٹی سی تصویر ہے جسے شاعر یا ادیب اپنے خیالات کے تمثیلی انداز میں پیش کرنے یا ان کی تزئین کیلئے استعمال کرتا ہے۔ یہ ایک تصور ہے جسے تقابل یا مشابہت کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے یا سمجھا جاتا ہے اور جو کِسی دوسری چیز کے ساتھ مل کر جذبات اور ذہنی تلازمات کے ذریعے جو وہ پیدا کرتا ہے۔ ادیب یا شاعر کے مشاہدات خیالات یا احساس کی کلیت گہرائی یا ثروت کو جو وہ پیش کرنا چاہتا ہے ہم تک پہنچاتا ہے۔

گویا تمثال ایک ایسا ذریعہ ہے جو شاعر اور قاری کے درمیان ایک رابطے کے طورپر کام کرتا ہے اور شاعر کے احساسات و جذبات کی ترسیل اور اس کے خیالات کے اظہار و ابلاغ کا باعث بنتا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو تمثال نگاری کا کوئی متعین مفہوم طے نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی نوعیت اضافی قسم کی ہے یعنی اس کا مفہوم ایک فرد سے دوسرے فرد تک بدلتا چلا جاتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمثال بنیادی طور پر دو افراد کے درمیان ابلاغ کا ایک مشترکہ وسیلہ ہے۔ اب اگر ہم شاعری کو تمثال نگاری کے حوالے سے دیکھیں اور اس کا مفہوم طے کرنے کی کوشش کریں تو یہ حیران کن حقیقت بھی سامنے آئے گی کہ شاعری میں شاعرانہ زبان زبان کے متوازی ایک اور زبان بھی چلتی ہے جس میں ایک الگ علامات ، استعارات اور تلازمات کا نظام چلتا ہے جو ابلاغ کی ایک منفرددنیا رکھتا ہے۔ غالبا یہی دنیا تمثال کی دنیا ہے جو اکثر اوقات خود تخلیق کار کی نظروں سے بھی پنہاں رہتی ہے۔

حوالہ جات:

1. Scott, A. F. (1965) Current Literary Terms, Palgrave Macmillan, UK, P: 240
2. Press, John (1955) The Fire and the Fountain: An Essay on Poetry, Oxford University Press, London.
3. Lewis, C Day (1949) The Poetic Image, Jonathan Cape, London. P. 34
4. Lewis, C Day (1949) The Poetic Image, Jonathan Cape, London. P. 36
5. Dallas,E. S(1866) The Gay Science , Cambridge University Press, London. P 66
6. Wellek, Rene. & warren, A.(1948) Theory of Literature, New Haven, London. P 47
7. Skelton, Robbin (1956) Poetic Pattern, Routledge & Kegan Paul · London. P: 23
8. Skelton, Robbin (1956) Poetic Pattern, Routledge & Kegan Paul · London. P: 24
9. Lewis, C Day (1949) The Poetic Image, Jonathan Cape, London. P: 38
10. . Spurgen,F.E .(1952) Shakespeare Imagery and what it tells us, Cambridge University Press, London, P: 5
11. Spurgen ,F.E.(1952) Shakespeare Imagery and what it tells us, Cambridge University Press, London, P: 5